مولانا محمد داؤد صاحب

قرآن و سنّت
میں
فقہ کی اہمیّت

اس میں کسی فرد و بشر کو کلام نہیں۔ کہ علم سب چیزوں سے افضل ہے۔ خصوصاً علم دین اور علم شریعت کی اہمیت و فضیلت تو قرآن و سنت سے بھی ثابت ہے۔ اور جس کی فضیلت قرآن و سنت سے ثابت ہو۔ اس کے فضل و کمال میں کیا تردد باقی رہ سکتا ہے۔ اور اس کے مقبول و محمود ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ بالخصوص علم فقہ ایک شریف و معزز علم ہے۔ کہ اس کا کوئی بھی علم شریک و سہیم نہیں ہو سکتا کیونکہ فقہ قرآن و حدیث نبوی اور آثار صحابہؓ اور تعامل و توارث امت کا عطر اور ان کی روح ہے۔ قرآن پاک فصاحت اور بلاغت کے اعلیٰ درجے میں واقع ہے۔ اور کلام بلیغ کا خاصہ ہے۔ کہ باوجود عام فہم ہونے کے اکثر مضامین اس میں ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ ان پر ہر کس و ناکس رسائی نہیں کر سکتا۔ اور اس کے علاوہ قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ آیات بھی ہیں۔ جن کی قرائن حالیہ اور قالیہ سے تعیّن کرنا کہ یہ ناسخ ہے۔ اور منسوخ ہے۔ ایسی امر گراں ہے۔ دلالۃ النص۔ اشارۃ النص۔ اقتضاء النص۔ سے مسائل کا استنباط کرنا۔ اور پھر احکام میں علل کو ملحوظ خاطر رکھنا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ یہی حقائق احادیث کے سمجھنے میں بھی پیش آتے ہیں۔ تو قرآن پاک اور سنت نبویؐ کے ان محکم و قوی اور مضبوط دلائل و براہین کی باریکیوں اور حقائق پر مطلع ہونا بغیر فہم و فراست اور عقل و بصیرت کی دولت کے ناممکن ہے۔ اس لیے قرآن و حدیث کے اس بحر بیکراں کے عمق و گہرائیوں میں اترنے کے لیے نکتہ رس اور سخن شناس علماء کی ضرورت ہے۔ جن میں فہم و بصیرت اعلیٰ درجے کی موجود ہو۔

علامہ زمخشری اس قسم کے علماء کی یوں تعریف کرتے ہیں۔

الفقیہ من یذوق النظر والعالم الذی ۔ فقیہ دقیق النظر اس عالم کو کہتے ہیں جو
یشق الاحکام ویفتش عن حقائقہا ۔ احکام چن چن کر بیان کرے۔ اور پھر ان حقائق

ولیفتح ما استغلق منها[1]

کی کھوج لگائے۔ اور ان میں جو مخفی اسرار ہوں ان کو کھول دے۔

چنانچہ فقہاء امت نے قرآن وسنت کے بحر بیکراں میں غوطہ زنی کر کے تفقہ فی الدین کے انمول موتیوں اور جواہر زیر دل سے امت مسلمہ کی جھولیاں بھر کر ان پر احسان عظیم کیا۔ فقہ و فقہاء کی اسی اہمیت کی بنا پر قرآن وسنت نے تفقہ فی الدین کے حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ اور اس کے ترک کرنے پر تنبیہ اور ملامت کی چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم[2]

مومنوں کو یہ بات مناسب نہ تھی کہ وہ سب ہی کوچ کر جاتے۔ سو کیوں نہ کوچ کیا ان میں ہر فرقہ سے ایک طائفہ نے تاکہ وہ دین میں تفقہ پیدا کرے۔ اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی جانب لوٹیں۔ تاکہ وہ بچ جائیں۔

عقل وانصاف کی عینک لگا کر اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو اس آیت کریمہ سے فقہ کی فضیلت اور منقبت اور اس کی اہمیت اور ضرورت روز روشن کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ ارباب تفسیر فقہ کی افادیت پر بحث کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کا مقام اگرچہ بہت بلند و اعلیٰ ہے۔ مگر تفقہ فی الدین کی عظمت وشان اس سے کہیں اونچی ہے۔ کیونکہ دین میں فقاہت اور کمال حاصل کرنا ہی اسلام کا اصل مقصد ہے۔ چنانچہ علامہ ابو مسعود لکھتے ہیں۔

ان المؤمنين لما سمعوا ما انزل في المتخلفين سارعوا الى النفير رغبة ورهبة وانقطعوا عن التفقه فامروا ان ينفر من كل فرقة طائفة الى الجهاد ويبقى اعقابهم يتفقهون حتى لا ينقطع الفقه الذى هو الجهاد الاكبر لان الجدال بالحجة والاصل المقصود

اہل ایمان نے جہاد میں پیچھے رہنے والوں کی مذمت سنی۔ تو وہ جہاد میں جانے کے لیے ایک دوسرے سے مسابقت کرنے لگے۔ خوف ورغبت کے جذبات کے ساتھ اور دین میں سمجھ حاصل کرنے سے رہ گئے۔ اس لیے ان کو حکم دیا گیا۔ کہ ہر جماعت میں سے ایک طائفہ جہاد کے لیے جائے۔ اور باقی لوگ دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لیے رہ جائیں۔ تاکہ فقہ

---

[1] ۔ فائق ج ا ص ۱۴۴ ، [2] پارہ ۱۱ ۔ سورۃ توبہ رکوع ۳ آیت ۱۲۱ ۔

من البعثۃ۔ کا کام بند نہ ہو۔ جو جہاد اکبر ہے۔ اور بعثت انبیاء کا اصلی مقصد ہے۔

خداوندکریم قرآن پاک میں جگہ جگہ تفقہ سے محرومی کے تباہ کن نتائج بیان کرکے لطیف پیرائیہ میں تفقہ کی ضرورت اور اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ سورۃ نساء میں ارشاد فرمایا۔

فمال ھٰؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثا ۲	سو کیا ہو چکا اس قوم کو جو کسی بات کے سمجھنے کے قریب نہیں آتی۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں۔

قد فصلنا الایات لقوم یفقھون ۳	ہم نے کھول کھول کر بیان کردیں۔ اپنی آیتیں اس قوم کے لیے جو سمجھ رکھتی ہے۔

سورہ انعام میں ارشاد خداوندی ہے۔

انظر کیف نصرف الایات لقوم یفقھون ۴	دیکھو! ہم نے کس کس طرح سے بیان کرتے ہیں۔ آیتوں کو تاکہ وہ سمجھ جائیں۔
یؤت الحکمۃ من یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ۵	اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں۔ حکمت دیدیتے ہیں۔ اور جس کو حکمت دی گئی۔ گویا اس کو بہت بھلائی سے نوازا گیا۔ یہں حکمت سے

مراد تفقہ فی الدین ہے۔ جیساکہ حضرت الامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رض متوفی ۶۸ھ اور حضرت قتادہ رح سے منقول ہے۔

قولہ تعالیٰ ومن یؤت الحکمۃ ای الفقہ فی القرآن ۶	ارشاد خداوندی میں حکمت سے قرآن میں فقاہت مراد ہے۔

نیز حضرت ابن عباس ارشاد فرماتے ہیں

ای المعرفتہ بالقرآن ناسخہ ومنسوخہ ومحکمہ ومتشابہہ ۷	قرآن کے ناسخ منسوخ محکم متشابہ مقدم توخر حلال وحرام وغیرہ

---

۱ تفسیر ابو مسعود ج ۲ ص ۳۰۳، تفسیر مظہری ج ۴ ص ۳۲۵۔ ۲ پارہ ۵ سورۃ نساء آیت ۷۸، ۳ پ سورۃ انعام رکوع ۱۷۔ ۴ پ رکوع ۱۳، ۵ پ ۳ ع ۵ آیت ۲۶۸
۶ تفسیر طبری ج ۳ ص ۹۰، ۷ تفسیر طبری ج ۳ ص ۸۹، درمنثور ج ۱ ص ۳۴۸۔

ومنسوخہ وحلالہ وحرامہ وأمثالہٗ — پہچاننا فقہ ہے۔

اسی طرح حضرت مجاہد نے فرمایا۔

قولہ ومن یؤت الحکمۃ لیست بالنبوۃ ولکنہ القرآن والعلم والفقہ۔ ۱؎ — حکمت سے مراد نبوت نہیں۔ بلکہ قرآن اور علم فقہ ہے۔

امام دار الہجرہ امام مالک رحہ سے منقول ہے۔

المعرفۃ بالدین والفقہ فیہ والاتباع لہٗ ۲؎ — دین کی پہچان سر دین میں معرفت اور اس کی پیروی فقہ ہے۔

آیت ولکن کونوا ربانیین میں ربانی سے مراد فقہاء کرام ہیں۔ جیساکہ صحیح بخاری میں ہے۔

وقال ابن عباس کونوا ربانیین ای حکماء علماء فقہاء ۳؎ — ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ ربانیین سے مراد حکماء، علماء، فقہاء ہیں۔

ان مذکورہ بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ تفقہ فی الدین اللہ تعالیٰ کی ایک لا زوال دولت اور نعمت کبریائی ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خیر اور بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں۔ تو اس کو اس نعمت سے نواز دیتے ہیں۔ تفقہ فی الدین کی اہمیت و منقبت جس طرح قرآن پاک کی مذکورہ آیات سے عیاں ہے۔ اسی طرح بے شمار احادیث نبوی علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی اس کی شان و منزلت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین ۴؎ — جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے بارے میں بھلائی اور خیر کا ارادہ فرماتے ہیں۔ تو اس کو تفقہ فی الدین کی نعمت سے نواز دیتے ہیں۔ جو تمام علوم سے بڑھا ہوا ہے۔ جیساکہ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔

وفی ذلک بیانٌ ظاہرٌ لفضل — اس حدیث میں صاف صاف علماء کی سب

۱؎ تفسیر بحری ج ۳ ص ۹۰۔ ۲؎ ایضاً ج ۱ ص ۵۵، ج ۲ ص ۹۰، ۳؎ بخاری ج ۱ ص ۱۶، ۴؎ فتح الباری ج ۱ ص ۱۱۰۔

العلماء علی سائر الناس وفضل التفقہ فی الدین علی سائر العلوم۔	لوگوں پر روز تفقہ فی الدین کی تمام علوم پر فضیلت دی گئی ہے۔

دوسری حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقہ کی غیر معمولی اہمیت اور ضرورت کو ایک تمثیل سے واضح فرمایا۔

عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل من یعثنی اللہ بہ من الھدیٰ والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا فکان منھا نقیۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت فیھا اجادب امسکت الماء فنفع اللہ بھا الناس فشربوا وسقوا وزرعوا۔ واصاب طائفۃ اخریٰ انما ھی قیعان لا تمسک ماء ولا تنبت کلاء فذالک مثل الذی فقہ فی الدین ونفعہ بما یعثنی اللہ بہ فعلم وعلّمہ ومثل من لم یرفع بذالک راسا ولم یقبل ھدی اللہ الذی ارسلت بہ۔	حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو ہدایت اور دین اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکر مبعوث فرمایا ہے۔ اس کی مثال موسلا دھار بارش کی سی ہے۔ جو زمین پر خوب برسی۔ اور زمین کا ایک وہ حصہ جو بہت ہی عمدہ اور قابلِ زراعت تھا۔ اس میں پانی خوب جذب ہوا۔ اور اس سے گھاس سبزہ خوب اگایا۔ اور زمین کا ایک حصہ وہ تھا۔ جو بالکل بنجر تھا مگر اس میں پانی جمع ہو گیا۔ اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو فائدہ پہنچایا اس نے خود بھی پیا۔ اور دوسروں کو بھی پلایا لیکن زمین کا ایک قطعہ چٹیل تھا۔ اس نے پانی کو نہ روکا۔ اور نہ اس پر گھاس اگا۔ یہی مثال اس شخص کی ہے۔ جس نے اللہ

کے دین تفقہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس میں نفع عطا ہے۔ فرمایا اس نے خود بھی سیکھا۔ اور دوسروں کو بھی سکھایا۔ اور دوسری مثال اس شخص کی تھی۔ کہ جس نے ہدایت خداوندی کی جس کو لے کر میں آیا تھا۔ ذرا برابر سر ہی نہیں اٹھایا۔

لے: بخاری ج ۱ صفحہ ۱۸۔

اس حدیث میں تین قسم کے لوگوں کا ذکر ہوا۔

اوّل:۔ وہ جو زرخیز زمین کی طرح ہیں۔ جنہوں نے قرآن و حدیث میں موسلادھار بارش سے برسے ہوئے پانی کو جمع کر کے پھر اس سے اپنی قوت اجتہاد سے مسائل کا استنباط و استخراج کیا۔ علامہ ابوالحسنؒ نورالدین سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ فرماتے ہیں۔

قسم ینتفع بثمرات علمه و نتائجه کاهل الاجتهاد والاستخراج [1]

ایک قسم وہ ہے۔ جو علم کے ثمرات و نتائج سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جیسے مجتہدین و فقہاء

دوم:۔ قسم کے لوگ وہ ہیں۔ جو بنجر زمین کی مانند ہیں۔ جو صرف قرآن و سنت کے الفاظ کے محافظ و نگہبان ہیں۔ مگر استنباط مسائل کی قوت سے محروم ہیں۔ علامہ سندھی ارشاد فرماتے ہیں

قسم ینتفع بعین علمه ذلك کاهل الحفظ والرواۃ [2]

دوسری قسم وہ ہے۔ جن کے علم سے بالذات فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ جیسے محدثین اور اصحاب روایت۔

تیسری:۔ قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو صاف اور سنگلاخ زمین کے مثل ہیں۔ جن کے پاس نہ قرآن و سنت کا ذخیرہ ہے۔ اور نہ ہی قرآن و سنت سے مسائل نکالنے کی قدرت رکھتے ہیں یعنی محدث ہیں۔ اور نہ فقیہ۔

ہمارے اس قول کی تائید مشہور فقیہ و محدث اور مؤرخ علامہ خطیب بغدادی کی کلام سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

قد جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الحدیث مراتب الفقهاء والمتفقهین من غیر ان یشذ منها شیئ [3] فالارض الطیبة هی مثل الفقیه الضابط لما روی

نبی کریمؐ نے اس حدیث میں فقہاء کے تمام مراتب بیان کیے۔ کسی ایک نظر انداز کیے بغیر ذکر فرما دیے۔ ارض طیبہ (پاکیزہ زمین) کہ اس فقیہ کی مثال ہے جس کو روایت میں ضبط اور معانی میں سمجھ حاصل ہو۔ اور اختلاف کی صورت میں کتاب و سنت کی طرف

---

[1]:۔ حاشیہ سندھی علی البخاری ج ۱ صفحہ ۲، [2] ایضاً۔

الفاهم للمعاني۔ المحسن لردها
اختلاف فيه الى الكتاب والسنة
والاجادب الممسكة للماء التي
يستقي منها الناس هي مثل الطائفة
التي حفظت ما سمعت فقط
ضبطته وامسكته حتى ادته
الى غيرها محفوظا غير مغير
دون ان يكون لها فقه تتصرف
فيه ولا فهم بالرد المذكورة
وكيفته لكن نفع الله بها في
التبليغ فبلغت الى من هو اوعى
منها كما قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم رب مبلغ
اوعى من سامع ورب حامل
فقه ليس بفقيه

ومن لم يحفظ ما سمع ولا
ضبط فليس مثل الارض الطيبة
ولا مثل الاجادب بل هو محروم
ومثل القيعان التي لا تنبت
كلاء ولا تمسك ماء [1]

رجوع کرنے والا ہے۔ اجادب ممسکہ
یہ اس جماعت کی مثال ہے جس نے جو
کچھ سنا یاد رکھا۔ اور پھر دوسروں تک
پہنچا دیا۔ بلا تبدیلی کے پوری حفاظت
کے ساتھ۔ لیکن اس کو فقہ حاصل
نہیں جس میں تصرف کر سکے۔ اور نہ
کتاب وسنت کی طرف رد کرنے کی سمجھ
ہے۔ البتہ اس سے بھی اللہ تعالیٰ نفع
پہنچاتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ یہ اپنے شخص
کو پہنچا دے۔ جو اس سے زیادہ فقیہ
ہو۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ وہ شخص جس کو پہنچایا گیا ہے۔
وہ سننے والا زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے
اور کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ علم کا حامل
خود فقیہ نہیں ہوتا۔

اور جس نے سنتے ہوئے علم کو نہ
تو یاد کیا۔ تو وہ نہ پہلی قسم میں داخل ہے
اور نہ دوسری قسم بلکہ وہ محروم ہے
اور چٹیل میدان کی طرح ہے۔ جو نہ گھاس
کو اگاتا ہے۔ اور نہ پانی جمع رکھتا ہے۔

ظاہر بات ہے۔ کہ زرخیز زمین بنجر اور چٹیل زمین سے اعلیٰ اور عمدہ ہوتی ہے۔ اسی طرح قرآن وحدیث کا حفظ کر لینا اگرچہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ مگر اس سے شارع کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس پر کوئی اثر مرتب نہ ہو اور وہ ہے۔ اس میں غور وفکر کرنا

---

[1] الفقیہ والمتفقہ ج ۱ ص ۴۹

اور غیر منصوصہ مسائل کا استنباط و استخراج کرنا تاکہ اہل دنیا کو اس سے مزید فائدہ پہنچ سکے۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

نضر اللہ عبدا سمع مقالتی	اللہ تعالیٰ ہر دیتت ترو تازہ رکھے اس بندے
فحفظھا ووعاھا وادّاھا فرب	کو جس نے میری بات سنی اور پھر یاد کر لی
حامل فقہ الی من ھوافقہ منہ[1]	اور دوسروں کو سنا دی۔ بسا اوقات حامل

فقہ اعلیٰ درجے کا فقیہ نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ اپنے سے فقیہ تر کو پہنچا دے۔

اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے حاملین کو ایک تاکیدی حکم دیا۔ کہ احادیث کے ذخیرہ کو یاد کر کے فقہاء کرام تک پہنچائیں۔ تاکہ وہ اس سے استنباط و استخراج مسائل کریں۔ اور شارع کے مقصود کو سمجھنے میں جو دقتیں واقع ہوتیں ہیں۔ ان کو وہ اپنی کوشش اور اجتھاد سے رفع کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں اس طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ حدیث کا مقصد اور اس کے حفظ اور یاد کرنے کا ثمرہ فقہ ہے۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان الناس لکم تبع وان رجالا یأ	رسول اکرم نے صحابہ کو خطاب کر کے فرمایا
تونکم من اقطار الارض یتفقہون	کہ تمام لوگ (دین میں) تمہارے تابع ہیں۔
فی الدین فاذا اتوکم فاستوصو	بہت سے آدمی اطراف عالم سے تمہارے پاس
بھم خیرا۔ [2]	دین سیکھنے آئیں گے۔ لیکن تم ان کے ساتھ
	بھلائی سے پیش آنا۔

تفقہ فی الدین کی اہمیت دیکھیے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو اہلِ فقہ کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت فرمائے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اسکی شرافت اور بزرگی اور کیا ہوگی۔ چنانچہ ایک دوسری جگہ حدیث میں فقاہت کی صفت کے ساتھ متصف لوگوں کی شان و منزلت کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

ان الناس معادن کمعادن	بے شک لوگ کانیں ہیں۔ سونے اور

---

[1] ترمذی ج ۲ صہ ۹۰ ابوداؤد ج ۲ صہ ۱۵۵ ابن ماجہ صہ ۲۱، [2] ترمذی ج ۲ صہ ۸۹

الذهب والفضة خيارکم في الجاهلية خيارهم في الاسلام اذا فقهوا ؎۱

چاندی کی کانوں کی طرح۔ جو ان میں سے جاہلیت میں بہتر تھے۔ وہ اسلام میں بھی بہتر رہیں گے۔ جبکہ وہ فقہ سے موصوف ہوں۔

ایک جگہ پر فقہ کو پورے دین کا ستون قرار دیتے ہوا ارشاد فرمایا۔

ما عبد الله تعالیٰ بشیئ افضل من فقه الدین ولکل شیئ عماد وعماد هذا الدین الفقه ؎۲

دین کی سمجھ سے بڑھ کر کسی چیز سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی گئی۔ ہر چیز کا ستون ہے۔ اور اس دین کا ستون فقہ ہے۔

تفقہ فی الدین کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں علماء امت کے اقوال بھی اختصار کے ساتھ ہدیہ قارئین ہیں۔ اس بات میں ذرا برابر شک و شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کہ جس طرح دین اسلام کے بقاء و تحفظ کا دار و مدار حفظ و روایت پر ہے۔ ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر معنی و درایت پر بھی ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے عالم اسباب میں شریعت حقہ کے الفاظ کی حفاظت کے لیے جس طرح محدثین و حفاظ کے گروہ کو پیدا فرمایا۔ تو اسی طرح شریعت حقہ کے معانی و مطالب کو محفوظ رکھنے کے لیے فقہاء اور مجتہدین کی جماعت فرمایا۔ سند و روایت اور معانی و درایت کی ضرورت پر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ رقم فرمائیں۔

۱ پس لازم آمد در تحصیل این علم از دو چیزے
یکے ملاحظہ حال رواۃ دوم احتیاط عظیم
۲ در فہم معانی آن زیرا کہ اگر در امر اول مساہلہ
ورزد کاذب با صادق ملتبس شود
۳ و اگر در امر ثانی احتیاط نباشد مراد با غیر
مراد مشتبہ گردد و علی التقدیرین فائدہ کہ ازین علم
۴ متوقع است میسر نگردد بلکہ ضد آن فائدہ
بحصول انجامد و موجب ضلال و اضلال ؎

اس علم کی تحصیل میں دو چیزیں بہت اہم ہیں۔ ایک تو راویوں کے احوال کا ملاحظہ کرنا۔ اور دوسرے بہت بڑی احتیاط کرنی معانی کے سمجھنے میں۔ اس لیے کہ اگر راوی کے حال سے آگاہ نہ ہوگا۔ اور اس میں سستی کرے گا۔ تو کاذب چیز صادق سے ملتبس ہو جائیگی اور جو معانی کے سمجھنے میں احتیاط نہ کرے گا تو پھر مراد غیر مراد سے مشتبہ ہو جائیگی

؎۱ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۷، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۷، ؎۲ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۳۴
؎۳ عجالہ نافعہ ص ۴ طبع دہلی۔

دونوں کا فائدہ اس علم سے متوقع ہے۔
وہ میسر نہ ہوگا۔ بلکہ اس کے فائدے کی
بجائے خود بھی گمراہ کرے گا۔

بعض نے فقہ و روایت کے مقام کو روایت و سند سے بلند و ارفع قرار دیا ہے۔ جیسا کہ تاریخ بغداد میں لکھا ہے۔

قال ابوبکر بن عبدان ایش	حضرت ابوبکر بن عبدانؒ سے سوال کیا گیا
الفرق بین الروایة والحفظ	کہ روایت و حفظ میں کیا فرق ہے۔ تو انہوں
فقال الروایة فوق	نے جواب دیا۔ کہ روایت کا درجہ حفظ
الحفظ [1]	سے اوپر ہے۔

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ سے منقول ہے۔

معرفة الحدیث والفقه	حدیث کی معرفت اور اس میں تفقہ پیدا
احب الی من حفظه [2]	کرنا مجھے یاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے

حافظ ابن جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ ارشاد فرماتے ہیں۔

اعظم دلیل فضیلة الشئ النظر	کسی چیز کی فضیلت کی سب سے بڑی دلیل
الی ثمرته ومن تأمل ثمرة	اس کا نتیجہ ہے۔ جو شخص فقہ کے نتیجہ پر غور کرے
الفقه علم انه افضل العلوم	گا۔ وہ سمجھ لے گا کہ وہ سب سے بہتر علم
فان ارباب المذاهب فاقوا علی	ہے۔ کیونکہ ائمہ مذاہب ہر زمانہ میں دوسروں
الخلائق ابداً وان کان فی زمن احد	سے فائق رہے۔ اگر اس زمانے میں ایسے
هم من هو اعلم منه بالقرآن	لوگ موجود رہے۔ جو قرآن، حدیث، لغت
او الحدیث او اللغة واعتبر	میں ممتاز تھے۔ اور تم اس زمانہ میں دیکھو کہ
هذا باهل زماننا فانك تری الشاب	ایک نوجوان جو فقہ کے مسائل جانتا ہوں۔
یعرف مسائل الخلاف الظاهرة	اسی سے فتویٰ پوچھا جاتا ہے۔ اور وہ حکم
فیستفتی ویعرف الحکم	بھی جانتا ہے۔ نئے پیش آنے والے مسائل

---

[1] ج ۱۴ ص ۲۳۳ ، [2] منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۱۵ ، [3] صید الخاطر ص ۱۶۲ ، ص ۱۶۳

في الحوادث ما لا يعرفه النحرير من باقي العلماء وكم رأينا مبرزا في علم القرآن او الحديث او التفسير او الفقه لا يعرفه مع الشيخوخته معظم احكام الشرع وربما جهل علم ما ينوبه في صلواته ۔ ؎۱

کا جس کا دوسرے علماء میں سے بڑے فاضل لوگ بھی نہیں جانتے ۔ اور ہم نے ایسے بہت سے لوگ دیکھے ہیں ۔ جو علم قرآن حدیث ، تفسیر ، لغت میں ممتاز ہیں ۔ لیکن باوجود کبر سنی کے شریعت کے بہت سے احکام سے ناواقف ہیں ۔ یہاں تک کہ نماز میں کوئی صورت پیش آجائے ۔ تو اس سے بھی ناواقف ہیں ۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح متوفی ۱۳۶۲ھ فرماتے ہیں ۔

"کہ قرآن و سنت اگر سیپی ہیں ۔ تو فقہ کی حیثیت اس سیپی کے اندر موتی کی ہے"

بہر حال تفقہ فی الدین کی ضرورت کو زندگی کے کسی موڑ پر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ اور انسانی ضروریات کی احتیاجی فقہ کی طرف ابتدائے پیدائش سے تا آخر دم تک برابر جاری رہتی ہے ۔

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کا قول ہے ۔

تفقهوا قبل ان تسودوا وقال ابو عبد الله (اى الامام البخارى) وبعد ان تسودوا ؎۲

فقہ حاصل کرو سردار بننے سے قبل بھی اور اس کے بعد بھی ۔

حضرت عمر سے منقول ہے ۔

قليل الفقه خير من كثير العبادة ؎۳

فقہ کا تھوڑا سا علم بہت سی عبادت سے بہتر ہے ۔

حضرت امام محمد رح متوفی ۱۸۹ھ (استاد حضرت امام شافعی رح) فرماتے ہیں ۔

تفقه فان الفقه افضل قائد الى البر والتقوى واعدل قاصد وكن كل يوم مستفيدا زيادة من الفقه واسبح في بحور الفوائد ؎۴

؎۱ ۔ امام اعظم اور علم الحدیث ص ۳۹۸ ، ؎۲ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶ ، ؎۳ طبرانی ص ، ؎۴ در المختار ج ۱ ص ۳۸